ڈاکٹر عامر اقبال، اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور لیڈز یونیورسٹی
ڈاکٹر مظہر اقبال (کلیار)
ڈاکٹر سید اشفاق حسین بخاری
Dr. Aamar Iqbal, Assistant Professor Lahore Leads University.
Dr. Mazhar Iqbal (Kalyar).
Dr. Syed Ashfaq Hussain Bukhari

مالک رام ایک کثیر الجہت شخصیت "تحقیقی مطالعہ"

MALIK RAM A MULTIFACETED PERSONALITY: AN EXPLORATORY STUDY

Abstract:
This study aim to explore the multifaceted personality of Malik Ram. This study has highlighted the efforts of Malik Ram in research, critics, creativity, literature and journalism. Malik Ram highlighted the Galib work. This study investigated the birth, early life, schooling and nature of Malik Ram. Malik Ram showed keen interest in his own religion as well as respect other religions. This study highlighted the practices of MAlik Ram that he started from writing prose in "Narang e Khayal" leading him to prose writing and opened new channels for him in literary writing. Malik Ram started work from Editor of Narang e Khayal to Aria Gazette, Bharat Mata. Due to Keen Knowledge of Arabic, Persian and Islamic Values, Government of India appointed him as superintendent in Trade commission in middle east countries and European countries from 1939 to 1965. this study showed the efforts of Malik Ram after retirement as well. Malik Ram joined Sahita Academy as Urdu Editor, then later joined the "Tehreer." Malik Ram was a historical researcher and translated the Gitanjali into Urdu in 1924. Writing of Malik Ram publihsed in Zoq e Ghalib, Niga. His famous writing are "Chahain", "Zikr e Ghalib", "Aurat aur Islami Taleem." Malik Ram writing are on variety of areas with great diversity.

***Key Words*:** *Multifaceted, Highlighted, Efforts, Research, Critics, Literature, Journalism, Investigated, Nature, Prose, Literary, Knowledge, Value, Translate, Famous, Variety, Diversity.*

منڈی بہاؤالدین کی تحصیل پھالیہ جس کی مٹی میں عشق اور وفا کا خمیر شامل ہے ۔اس مٹی نے نہ صرف عشق حقیقی کے دائمی تصور کو دوام بخشا اور بزرگان دین کا ایک لامتناہی سلسلہ پیدا کیا بلکہ اُردو، پنجابی، فارسی اور گرمکھی زبان کے ماہر ترین ادیب و شعراء بھی پیدا کئے۔

جن کا تذکرہ بے مثال کے بغیر ادب کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی اور ان کے ساتھ ساتھ فلسفہ عشق بھی ادھورا رہ جاتا ہے۔اس خمیر سے مالک رام نے ادب کا عَلم تھاما اور میدان ادب میں بطور ماہر غالبیات اپنے عملی افکار کے موتیوں کو قارئین کی نذر کیا۔مالک رام اُردو کی ایک قد آور اور کثیر الجہت شخصیت کے مالک تھے۔مالک رام نے تحقیقی، تنقیدی، تخلیقی ، صحافتی اور ادبی خدمات کے ساتھ ساتھ تذکرہ و خاکہ نگاری، آزادیات، انتقادیات کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔پروفیسر اسلوب احمد انصاری ماہنامہ قومی زبان کراچی میں مالک رام کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”وہ ایک بے ریا زہانت و طباعی کے حامل متوازن اور ٹھہرے ہوئے پر سکون مزاج کے انسان تھے ۔بحیثیت محقق زیادہ متعارف ہیں وہ چونکہ اولاً تاریخ کے آدمی تھے۔ان میں واقعات کی کھوج لگانے کی چٹک شروع ہی سے تھی۔ان کے مزاج اور انداز میں ایک طرح کی لٹریلزم (LITERALISM)درآئی تھی، عقید کا انعکاس ان کی تحریروں میں بھی جھلکتا ہے۔“ (۱)

مالک رام ایک بلند پایہ ،معتدل سنجیدہ اور نرم مزاج شخصیت کے مالک تھے۔وہ ایک ہمدرد اور شفیق انسان تھے۔اُن کی شخصیت کا عکس ان کے علمی ، ادبی اور تحقیقی کارناموں میں بخوبی نظر آتا ہیں ۔بقول گوپی چند نارنگ” اُن کی شخصیت اور اُن کے اسلوب تحریر میں گہرا ربط ہے جو بے باکی ، جرات اور صاف گوئی اُن کے مزاج میں ہے وہی اُن کی نثر میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔“ (۲)مالک رام کی شخصیت ہمہ گیر تھی۔دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ وہ ماہر غالبیات کی حیثیت سے ان چند غالب شناسوں میں سے تھے جنھوں نے نئی نسل کو غالب سے روشناس کرایا۔مالک رام ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ءکو پنجاب پاکستان کے ضلع منڈی بہاؤالدین کے شہر پھالیہ میں پیدا ہوئے۔پھالیہ کا دوسرا نام کھٹالہ شیخاں بھی تھا۔بقول ڈاکٹر صابر آفاقی” مالک رام سے اس واسطے عقیدت ہے کہ اس نے کھٹالہ شیخاں میں جنم لیا"۔(۳) مالک رام پھالیہ کے اروڑہ کھتری خاندان میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام لالہ نہال چند

تھا۔اروڑہ کھتری ذات کی مناسبت سے آپ کے والد کی جانب سے آپ کا نام مالک رام بویجار کھا گیا۔ اورڑہ کھتری کا دوسرا نام بویجا ہے۔اسی مناسبت سے آپ اکثر انگریزی خط و کتابت میں اپنے نام کا مخفف ایم۔ آر۔ بویجا لکھتے رہے۔حبیبہ بانو اس ضمن میں لکھتی ہیں:

"مالک رام صاحب بویجا(اروڑہ کھتری) ذات کے فرد ہیں ۔اس لیے وہ انگریزی خط و کتابت میں اپنے نام کے ساتھ لفظ بویجا (BAVEJA) کا اضافہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کی تمام امتحانی اسناد پر مالک رام بویجا نام ہی ملتا ہے"۔[۴]

مالک رام کے والد لالہ نہال چند ایک تعلیم یافتہ شخص تھے۔انہیں اُردو، فارسی ، انگریزی کے علاوہ چینی زبان پر بھی دسترس حاصل تھی۔انگریزی عہد میں فوج کے محکمہ کمریٹ میں ملازم تھے اور دورانِ سروس ایک موذی مرض میں مبتلا ہو کر جوانی میں ہی وفات پا گئے تھے۔والد کی وفات کے بعد مالک رام کی والدہ بھگوان دیوی نے بڑے حوصلے اور ہمت کے ساتھ گھر کا انتظام و انصرام سنبھالنے کے ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی۔مالک رام نے ابتدائی تعلیم گوردوارہ پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین سے حاصل کی ۔بقول ڈاکٹر محمد ارشد" جب مالک رام تقریباً چار سال کے ہوئے تو انہیں پڑھنے کا شوق ہوا۔اس میں تیزی و شدت اُس وقت آئی جب انہوں نے محلے کے بچوں کو بستہ لے کر اسکول جاتے دیکھا۔ایک دن اپنی ماں سے کہاکہ مجھے بھی اسکول میں داخل کرادو۔لیکن ماں نے کچھ دنوں اس لئے ٹالا کہ بچہ ابھی چھوٹا ہے۔آخرکار مالک رام کے شوق اور ضد کی وجہ سے گھر کے قریب واقع ایک دھرم شالہ گوردوارہ میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا"۔[۵]مالک رام مڈل سکول پاس کرنے کے بعد ثانوی تعلیم کے حصول کے لیے وزیر آباد چلے گئے ۔جہاں اُنہوں نے ڈائمنڈ جوبلی ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ڈائمنڈ جوبلی ہائی سکول سے مالک رام نے ۱۹۲۲ء میں جونیئر و سینئر اسپیشل امتحانات پاس کیا۔ ۱۹۲۴ء میں ڈائمنڈ جوبلی ہائی سکول وزیر آباد سے ہائی سکول کا امتحان پاس کرنے کے بعد انٹر کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے گورنمنٹ انٹر کالج گجرات میں داخلہ لے لیا۔اور سال اول کے دوران مضمون نویسی کے مقابلہ میں حصہ لے کر اول انعام بھی حاصل کیااور ۱۹۲۶ء میں انٹر میڈیٹ کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے لاہور چلے گئے۔لاہور آکر مالک رام نے ۱۹۲۶ء میں ڈی۔اے ۔وی کالج میں بی اے میں داخلہ لیا۔گریجوایشن کی ڈگری مکمل کرنے کے

بعد مالک رام نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۳۰ء میں ایم اے تاریخ کی ڈگری حاصل کی۔ایم اے کی تعلیم کے دوران مالک رام کچھ عرصہ تک لاہور میں عارضی ملازمت بھی کرتے رہے۔ایم اے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مالک رام نے پنجاب یونیورسٹی میں قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایل ۔ ایل۔ بی ایوننگ کلاسز میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۳ء میں سیکنڈ ڈویژن میں قانون کی ڈگری حاصل کی۔اس ضمن میں سید علی جواد زیدی لکھتے ہیں:

"انٹر میڈیٹ کے بعد شہر گجرات میں تعلیم جاری رکھنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔اس لیے اب انھوں نے لاہور کا رخ کیا۔وہاں ڈی۔اے ۔ وی کالج لاہور میں بی۔اے کی جماعت میں داخل ہوئے۔تاریخ، اقتصادیات اور انگریزی مضامیں لیے۔۱۹۲۸ء میں بی۔اے بھی اول درجے میں پاس کیا۔پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۳۰ء میں تاریخ کے مضمون میں ایم اے کی سند لی۔ایک سال ادھر اُدھر ملازمت کے بعد شبینہ کلاس میں داخلہ لے کر ۱۹۳۳ء میں ایل۔ایل ۔بی ے امتحانات سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیے "۔(۶)

اپنے خاندانی مذہب میں مالک رام بڑا پختہ عقیدہ رکھتے تھے۔لیکن دیگر مذاہب کا بھی صدقِ دل سے احترام کرتے تھے۔چونکہ مالک رام کی پرورش مذہبی ماحول میں ہوئی تھی اسی لیے انہیں مذہبی علوم سے بڑا شغف تھا۔مالک رام نے جب ہوش سنبھالاتو خاندانی مذہبی عقائد اُن کے دل و دماغ میں پختہ ہو چکے تھے دھرم شالہ کی تعلیم کے دوران مالک رام کے ذہن میں سکھ دھرم کی کتابوں کے ذریعے جو پیغام پہنچا وہ وحدانیت اور دیانت تھا جو اُن کے ذہن پر نقش ہو گیا پھالیہ میں امام مسجد سے ابتدائی طور پر عربی اور اُردو زبان بھی پڑھی۔جس سے اُن کے دل میں مذہب اسلام کی باتیں بھی نقش ہو گئیں۔بقول ڈاکٹر محمد باقر" مالک رام نے اسلامی علوم و ادب سے اپنا رابطہ بچپن میں اپنے گاؤں پھالیہ ضلع گجرات کے امام مسجد کے توسط سے قائم کیا" ۔(۷)اس ماحول کے زیراثر مالک رام کی مذہبی کتابوں سے دلچسپی میں مزید اضافہ ہوا۔لاہور میں دوران تعلیم مالک رام نے اپنے ایک دوست سید دلاور شاہ بخاری سے قرآن کریم کے ۱۸ سپارے مع ترجمہ پڑھے اور باقی خود مکمل کیے۔ملازمت کے دوران مشرقِ وسطیٰ کے ملکوں میں باقاعدہ عربی زبان سیکھی اور قرآن تفسیر وحدیث کا مطالعہ بھی بڑے ذوق و

شوق سے کیا۔مالک رام کو کتب بینی کا شوق سکول کے زمانے سے ہی تھا ورنا کیولر سکول پھالیہ میں قائم لائبریری میں تقریباً پانچ سو سے زائد کتابیں تھیں۔ان کتب میں ادبی ، تاریخی اور مذہبی کتب کثیر تعداد میں موجود تھیں ۔مالک رام نے ان کتب کا مطالعہ شوق اور غائر نظری سے کیا۔کتب کے اس وسیع مطالعہ نے مالک رام کے ادبی ذوق کو جلا بخشی۔ اس ضمن میں مالک رام ماہنامہ" آج کل "میں رقمطراز ہیں:

"یہ تین سو کتابیں میں نے ساتویں اور آٹھویں درجات کے دو برسوں میں پڑھ ڈالی تھیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بعد کے مطالعے کا شوق یہیں سے شروع ہوا۔میری والدہ مرحومہ کے بعد یہ دوسرا اثر تھا جس نے میرے کردار اور مستقبل کے رجحانات کا رُخ متعین کیا"۔ (۸)

مالک رام کے ادبی ذوق کو پروان چڑھانے میں ماحول اور سوسائٹی کا بھی اثر رہا ہے۔گجرات میں انٹر کی تعلیم کے دوران محمد یوسف سیمابی کی کپڑے کی دکان مختلف ادیبوں، شاعروں اور علمی و ادبی سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ یہاں"ریاست، نیرنگ خیال وغیرہ رسائل و جرائد آتے تھے۔لوگ یہاں بیٹھ کر ان کا مطالعہ کرتے اور ادبی موضوعات پر گفتگو کرتے ۔مالک رام بھی ان موضوعات پر گفتگو میں شریک ہوتے اور مختلف رسائل و جرائد کا عمیق نظری سے مطالعہ بھی کرتے ۔مالک رام شہر گجرات کے دوستوں میں ایک مقامی شاعر عنایت اللہ اسد جو اکثر اوقات مالک رام سے ملنے آجایا کرتے تھے۔ ایک دن اُنھوں نے مالک رام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اُردو نثر دیکھی تو انہوں نے مالک رام کی ادبی حیثیت کو بھانپتے ہوئے اُن کی نثر کو نیرنگ خیال میں اشاعت کی غرض سے بھیجا۔حکیم محمد یوسف کی ادارت میں شائع ہونے والے رسالے نیرنگ خیال میں مالک رام کی پہلی تخلیق شائع ہوئی تو مالک رام کے ادبی ذوق کو ایک نئی تحریک ملی۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ایوب تاباں رقمطراز ہیں:

"مالک رام نے نثر نویسی کی ابتدا ایک ترجمے سے کی تھی۔ترجمے سے ان کا مقصد بعض عمدہ خیالات کو اپنے ہم وطنوں میں عام کرنا تھا۔پھر اس جذبے نے انہیں خوب سے خوب تر کی جستجو کی راہ دکھائی۔اپنے ابتدائی زمانے میں انہیں کن اہل علم سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا ان میں غلام رسول مہر، عبدالمجید سالک، یاس

یگانہ چنگیزی اور مولوی مہیش پرشاد خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں ۔یہ سب ہی وہ لوگ تھے جن کو شاید غالب کے طرفدار کہنا غلط نہ سمجھا جائے"۔ (۹)

ادبی سطح پر مالک رام کے ادبی ذوق کی آب یاری میں نگار کا مطالعہ بڑا مفید ثابت ہوا۔آگے چل کر یہ سلسلہ دوسرے ادیبوں سے بھی شروع ہوا۔اور آہستہ آہستہ یہ دامن وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ مالک رام نے ملازمت کا آغاز صحافت سے کیا۔اس سلسلے میں مختلف اوقات میں مختلف جرائد کے ساتھ منسلک رہے۔مالک رام نے ۱۹۳۱ءمیں ماہنامہ نیرنگ خیال، لاہور سے بطور ایڈیٹر منسلک ہو کر اپنی ملازمت کا باقاعدہ آغاز کیا۔بقول سید علی جواد زیدی" ۱۹۳۰ءمیں ایڈیٹر محمد یوسف حسن نے کہا، آپ میرے پاس آجایئے اور مضامین وغیرہ کے انتخاب اور نظر ثانی کا کام کیجئے۔یہ تجویز مالک رام نے قبول کر لی۔انہیں ساٹھ روپے ماہانہ دیا کرتے تھے"۔(۱۰)انہیں ایام میں " نیرنگ خیال "نے اقبال نمبر نکالنے کا ارادہ کیاتو مالک رام بھی دوسرے معاونین کے ساتھ مل کر مضامین وغیرہ کی فراہمی اور ترتیب کا کام انجام دیا۔مالک رام ۱۹۳۱ءسے ۱۹۳۶ءتک باضابطہ نیرنگ خیال کی ادارت سے وابستہ رہے۔پہلے جوائنٹ ایڈیٹر اور بعد ازاں ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔اسی دوران لاہور کے ہفت روزہ" آریہ گزٹ "کی ادارت سے بھی منسلک ہو گئے۔۱۹۳۶ءکے اوائل میں روزنامہ" بھارت ماتا "سے بھی وابستہ رہے۔ان کے علاوہ مالک رام مختلف ہندی اور انگریزی اخبارات سے بھی منسلک رہے۔ تخلیقی ذوق کی آبیاری میں پطرس بخاری، امتیاز علی تاج سمیت مختلف قد آور علمی و ادبی شخصیات نے مالک رام کا بھرپور ساتھ دیا۔اس ضمن میں غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی کے سیکرٹری شاہد ماہلی رقمطراز ہیں:

"آپ نے ملازمت کا آغاز صحافت سے کیااور ۱۹۳۲ءسے ۱۹۳۵ءتک ہفت روزہ آریہ گزٹ لاہور میں بحیثیت مدیر کام کیا۔۱۹۳۱ ءسے ۱۹۳۲ءمیں نیئرنگ خیال لاہورکے ایڈیٹر رہے۔اسی زمانے میں علامہ اقبال کی مثنویات کے انگریزی مقالے کا اُردو ترجمہ کیا۔علامہ اقبال نے مالک رام صاحب کو اپنے پاس بلایا اور اس ترجمے کی بہت تعریف کی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔آپ کئی ہندی انگریزی اخباروں کے ایڈیٹر بھی رہے۔آپ کے تخلیقی ذوق اور علمی کاموں میں جلا بخشنے میں ہم عصروں

سے خاص حوصلہ ملا۔ جن میں محمد دین تاثیر ، صوفی غلام مصطفٰی تبسم ، عبدالمجید سالک، پطرس بخاری اور امتیاز علی تاج وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں"۔ [۱۱]

ادبی، صحافتی اداروں میں خدمات انجام دینے کے بعد مالک رام نے سرکاری ملازمت کے حصول کے لئے لاہور سے دہلی کا سفر اختیار کیا۔اور ۱۹۳۹ءمیں ہندوستان میں حکومت ہند نے مالک رام کو مصر کے شہر اسکندریہ میں تجارت کے فروغ کے لئے انڈین ٹریڈ کمشنر آفس میں سپر نٹنڈنٹ کی حیثیت سے تقرری کر دی۔

مالک رام کو اسکندریہ میں انڈین ٹریڈ کمشنر آفس میں بطور سپرنٹنڈنٹ اس لئے تعینات کیا گیا کہ وہ عربی جانتے تھے اور اُن کا اسلام اور اسلامی علوم و فنون کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔مالک رام کا دوران ملازمت زیادہ قیام مصر میں رہا۔۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۰ءتک مصر میں رہے۔۱۹۵۰ء تا **۱۹۵۱**ءبغداد میں رہے،بعد ازاں ۱۹۵۱ءمیں دلّی آئے اور اسی سال سمرنا چلے گئے۔ایک سال سمرنا میں گزارنے کے بعد ۱۹۵۴ءمیں دوبارہ مصر آئے اور چندماہ قاہرہ میں قیام کے بعد واپس دہلی آگئے۔۱۹۵۸ءمیں تیسری بار انڈین حکومت کی جانب سے پھر مصر بھیجے گئے۔دو سال بعد ۱۹۶۰ءمیں مصر سے بیلجیئم چلے گئے۔بیلجیئم میں چار سال قیام کے بعد ۱۹۶۵ءمیں واپس دہلی آگئے اور اگلے سال ۱۹۶۵ءمیں ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔بقول شاہد ماہلی" ۱۹۳۹ءمیں ہندوستان میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔انگریزی سرکار حکومت ہند کی طرف سے عراق، مصر ، شام، فلسطین، سوڈان، افغانستان، بیلجیئم، فرانس سوئٹزرلینڈ، جرمنی ، ہالینڈ، اور انگلینڈ میں رہے۔روس اور ایران میں بھی قیام کیا لیکن سب سے لمبی مدت مصر میں گزاری، ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہو گیا اس وقت ۱۹۴۷ءسے ۱۹۶۵ءتک انڈین فارن سروس میں رہے اور وزارتِ خارجہ حکومت ہند نئی دہلی سے ۲۵ اپریل ۱۹۶۵ءکو پنشن پر سبکدوش ہوئے"۔[۱۲] ۱۹۶۵ءمیں انڈین فارن سروس سے سبکدوشی کے بعد مالک رام نے ساہتیہ اکادمی دہلی میں بطور ایڈیٹر اُردو سے سیکشن ملازمت اختیار کر لی۔اُردو سے سیکشن میں مالک رام کو ترتیب و تدوین کا کام سونپا گیا جسے اُنھوں نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا۔بعد ازاں تین سال بعد ایک تجارتی کمپنی سے منسلک ہوگئے۔بقول مالک رام خط بنام خلیل قدوائی:

"میں 1965ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوا تو اسی دن ساہتیہ اکادمی میں اُردو ایڈیٹر ہو گیا۔ تین سال بعد استعفیٰ دیا اور ایک تجارتی فرم سے منسلک ہو گیا"۔ (۱۳)

مالک رام ۱۹۶۷ء میں اُردو میں تحقیق کو فروغ دینے کی غرض سے دہلی سے شائع ہونے والے سہ ماہی ادبی رسالے" تحریر "سے وابستہ ہو گئے اور ۱۹۷۸ء تک بطور مدیر اس ادبی رسالے" تحریر " میں اپنی ادارتی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔

مالک رام کا شمار اُردو کے بلند پایہ اور معتبر محققین میں ہوتا ہے ۔اُنہوں نے سوانحی تحقیق میں گرانقدر اضافے کے ساتھ ساتھ اُسے نئی سمت اور نئے اسلوب و آہنگ سے آشنا کیا۔ دیگر علوم کے ساتھ ساتھ وہ ماہر غالبیات کی حیثیت سے اُن چند غالب شناسوں میں سے تھے جنھوں نے نئی نسل کو غالب سے روشناس کرانے میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا۔مالک رام سنجیدگی،عزم و استقلال اور انہماک کے ساتھ تصنیف و تالیف کا کام کرتے ہوئے زندگی بھر ادب کی خدمات انجام دیتے رہے۔مالک رام نے ادبی سفر کا آغاز ۱۹۲۴ء میں گیتا نجلی کے ایک ٹکڑے کا سلیس اُردو نثر میں ترجمہ کر کے کیا۔جو نیرنگ خیال کے شمارے میں شائع ہوا۔بقول حبیبہ بانو مالک

"سب سے پہلی تحریر ماہنامہ" نیرنگ خیال "لاہور کے ۱۹۲۴ء کے کسی شمارے میں شائع ہوئی ۔ یہ را بند ناتھ ٹیگور کی شہرہ آفاق تصنیف گیتا نجلی کے ایک ٹکڑے کا ترجمہ تھا"۔(۱۴)

نیرنگ خیال جیسے اعلیٰ پایہ ادبی رسالے میں مضمون کی اشاعت سے مالک رام کی تحریری و تصنیفی شوق میں اضافہ ہوا۔اس کے بعد ۱۹۲۶ء میں ایک چھوٹا سا مضمون" ذوق و غالب "کے عنوان سے لکھا جو ادبی رسالے" نگار "کی زینت بنا۔"نگار" میں اس مضمون کی اشاعت نے ادبی حلقوں میں بڑی پذیرائی حاصل کی۔ نیاز فتح پوری وصی احمد بلگرامی و دیگر نے اس مضمون کو سراہتے ہوئے اُردو ادب میں اسے گراں قدر اضافہ قرار دیا۔ مالک رام نے باقاعدہ تصنیفی کام کا آغاز ۱۹۳۷ء سے کیا۔دہلی میں دورانِ ملازمت اُنہیں شیخ محمد اکرام کی" غالب نامہ "غلام رسول مہر کی" غالب "اور امتیاز علی عرشی کی "مکاتیب غالب "پڑھنے کا موقع ملا۔اس طرح اُن کے مطالعہ غالب کے شوق میں اضافہ ہوا۔اُن کے ذہن میں خیال اُبھرا کیوں نہ غالب سے متعلق انگریزی طرز پر ایک معیاری کتاب لکھی جائے۔خطوطِ

غالب کے مطالعہ کے دوران " سبد چین "کا ذکر پڑھتے ہی اس کی تلاش شروع کر دی۔بڑی محنت کے بعد" سبد چین "جب ملی تو مالک رام نے اسے مرتب کر کے کافی طویل دیباچہ لکھا۔اس دیباچہ کو ذکر غالب کے نام سے مکتبہ جامعہ سے ۱۹۳۸ءمیں الگ کتابی شکل میں شائع کر ایا۔ذکر غالب کی اشاعت سے مالک رام کا پہلا تصنیفی کام منظر عام پر آیا۔اس ضمن میں علی جواد زیدی" مالک رام ایک مطالعہ " میں رقمطراز ہیں:

> "مالک رام غالبیات کے ماہروں میں شمار ہوتے ہیں۔مہارت منجمد نہیں ایک سیال تصور ہے جو مسلسل مطالعہ اور تحقیق در تحقیق کی طالب ہے اور مالک رام اس معیار پر پورا اُترتے ہیں اُنھیں جب سے غالبیات سے دلچسپی ہوئی دم بھر کو یہ شوق اُن سے جُدا نہیں ہوا۔برابر تلاش و جستجو اور مطالعے میں مصروف رہتے ہیں۔ذکر غالب ہو یا تلامذہ غالب اُن میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ ذکر غالب مقدمہ سبد چین کے طور پر لکھی گئی "۔(۱۵)

مالک رام نے نہ صرف غالبیات بلکہ دیگر موضوعات پر بھی کثیر تعداد میں کتب تحریر کیں۔ اُن کی تصانیف و تالیف میں بڑا تنوع اور عمق ہے۔مالک رام ایک عالم ،محقق اور اُردو کے بے غرض خادم ہیں ۔جنھوں نے اپنی پوری زندگی اس کی خدمت میں گزار دی۔تحقیق میں ایک نیااسکول قائم کیا ااور اس کا ایک معیار بنایا۔ان کی گراں قدر تصانیف جن کا دائرہ نہایت متنوع ہے خود ان کے تعارف ہیں ۔چاہے، ذکر غالب ہو یا عورت اور اسلامی تعلیم ۔" تذکرہ معاصرین "ہو یا دوسری اور تصانیف ، اُنہوں نے ادب، تحقیق اور اسلامیات میں اپنا مقام بنایا ہے۔مالک رام نے مختلف موضوعات پر درجنوں تصانیف، تالیفات اور مضامین لکھے۔اگرچہ اُنھوں نے غالبیات پر بہت کچھ لکھا لیکن دوسرے موضوعات پر بھی کم توجہ نہیں دی۔آپ کے تحقیقی کارناموں کی رفعت کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی فتوحات علمی، ادبی اور تحقیقی کاموں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔مالک رام کی کتابوں اور مختلف موضوعات پر مختلف مضامین کی فہرست خاصی طویل ہیں جن کا احاطہ کرنا اور قلمبند کرنا یہاں پر ممکن نہیں۔البتہ اُن کی تصانیف و تالیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

تالیفات

۱۔ ذکر غالب مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دلی، ۱۹۶۴ء، صفحات ۳۲۵
۲۔ تلامذہ غالب، ادارہ تصنیف و تالیف، نکودر، ۱۹۵۸ء، صفحات ۳۱۴
۳۔ عورت اور اسلامی تعلیم، نگار بکڈپو، لکھنؤ، ۱۹۵۱ء، صفحات ۱۹۲
۴۔ میرزا غالب، نیشنل بک ٹرسٹ، نئی دلی، ۱۹۶۸ء، صفحات ۱۹۳
۵۔ ایرانی شہنشائی کے ڈھائی ہزار سال، کوروش تا پہلوی، دلی، ۱۹۷۱ء، صفحات ۲۴
۶۔ تذکرہ ماہ و سال
۷۔ تذکرہ ادبائے اردو

مرتبات

۱۔ سبد چین (غالب)، مکتبہ جامعہ، دلی، ۱۹۳۸ء، صفحات ۸۰
۲۔ دیوان اردو (غالب)، آزاد کتاب گھر، دلی، ۱۹۵۷ء، صفحات ۳۶۰
۳۔ خطوط غالب (اردو)، علمی مجلس، دلی، ۱۹۷۰ء، صفحات ۲۰۶
۴۔ گل رعنا (غالب)، علمی مجلس، دلی، ۱۹۷۰ء، صفحات، ۲۰۶
۵۔ عیار غالب (مجموعہ مضامین)، علمی مجلس، دلی ۱۹۷۰ء، صفحات ۲۷۲
۶۔ غبار خاطر از مولانا ابوالاکلام آزاد، ساہیتہ اکادمی، نئی دلی، ۱۹۶۷ء، صفحات ۴۱
۷۔ تذکرہ از مولانا ابوالاکلام آزاد، ساہیتہ اکادمی، نئی دلی، ۱۹۶۸ء، صفحات ۵۴۲
۸۔ خطباب آزاد مولانا ابوالکلام آزاد، ساہیتہ اکادمی نئی دلی، صفحات ۴۰۰
۹۔ اعلان الحق از مولانا ابوالکلام آزاد، علمی مجلس، دلی، ۱۹۷۰ء، صفحات، ۳۲
۱۰۔ افکار محروم، محروم میموریل کمیٹی، نئی دلی، ۱۹۶۷ء، صفحات ۱۴۲
۱۱۔ کلام آہ (مولانا ابوالنصر غلام یٰسین آہ)، علمی مجلس، دلی، س ن، صفحات ۵۰
۱۲۔ نذر ذاکر (اردو)، مجلس نذر ذاکر نئی دہلی، ۱۹۶۷ء، صفحات ۶۷
۱۳۔ نذر ذاکر (انگریزی)، مجلس نذر ذاکر، نئی دہلی، ۱۹۶۷ء، صفحات ۵۱۱
۱۴۔ نذر عرشی (اردو، انگریزی)، مجلس نذر عرشی، دلی، ۱۹۶۵ء، صفحات ۱۴۰
۱۵۔ کربل کتھا از فضلی، ادارہ تحقیقات اردو، پٹنہ، ۱۹۶۵ء، صفحات ۳۴۸

۱۶۔ جگر بریلوی شخصیت اور فن، علمی مجلس، دلی، ۱۹۷۰ء، صفحات ۱۹۶

غالبیات

۱۔ غالب اور ذوق، نگار لکھنؤ، ستمبر ۱۹۲۶ء

۲۔ غالب کی ایک غیر مطبوعہ تحریر ادبی دنیا، لاہور ستمبر، ۱۹۳۹ء

۳۔ غالب اور قتیل، ادبی دنیا، لاہور، مارچ ۱۹۴۰ء

۴۔ غالب کی مہریں، ادبی دنیا، لاہور، اپریل ۱۹۴۱ء

۵۔ غالب کی اردو خطوط نویسی کی تاریخ، جامعہ دلی، فروری، ۱۹۴۲ء

۶۔ نادر خطوط غالب پر ایک نظر، جامعہ دلی، مارچ ۱۹۴۲ء

۷۔ توقیت غالب، ادبی دنیا، لاہور، جولائی، ۱۹۴۷ء

۸۔ قادر نامہ کا مصنف، اردو، دلی، جولائی، ۱۹۴۷ء

۹۔ عبد الصمد (استاد غالب) نوائے ادب، بمبئی، جنوری ۱۹۵۲ء

۱۰۔ غالب اور دربار رامپور، اردو کراچی، جولائی، ۱۹۵۲ء

۱۱۔ سوالات عبد الکریم، آجکل، دلی، فروری، ۱۹۵۳ء

۱۲۔ مرزا غالب اور امیر مینائی، نوائے ادب، بمبئی، جنوری ۱۹۵۵ء

۱۳۔ باغ دور، آجکل، دلی، مارچ ۱۹۵۵ء

۱۴۔ نواب شمس الدین احمد خان، آجکل، دلی، فروری ۱۹۵۶ء

۱۵۔ غالب کا ایک شعر، آجکل، دلی، فروری، ۱۹۵۷ء

۱۶۔ نواب علی بہادر خان، (باندہ) آجکل، دلی، فروری، ۱۹۵۷ء

۱۷۔ غالب سوسائیٹی، آجکل، دلی، مارچ، ۱۹۵۸ء

۱۸۔ غالب پر سکے کا الزام اور اس کی حقیقت، معارف اعظم گڑھ، فروری ۱۹۵۹ء

۱۹۔ نواب افضل الدولہ، بہادر، آصف جاہ، چہارم، آجکل، دلی، فروری، ۱۹۵۹ء

۲۰۔ میرزا یوسف، نوائے ادب، بمبئی، اپریل ۱۹۵۹ء

۲۱۔ غالب سے منسوب دوسرا سکہ، معارف، اعظم گڑھ، اگست، ۱۹۵۹ء

۲۲۔ غالب کے ایک فارسی خط کی تاریخ، سب رس، حیدرآباد، ستمبر ۱۹۵۹ء

۲۳۔ نواب مختار الملک، میر تراب علی خان بہادر سالار جنگ، آجکل، دلی، فروری، ۱۹۶۰ء

۲۴۔ غالب کا ایک گمشدہ قصیدہ، شاعر، بمبئی، سالنامہ، ۱۹۶۰ء

۲۵۔ گل رعنا (فارسی) نگار، لکھنؤ، جولائی، ۱۹۶۰ء

۲۶۔ غالب کی فارسی تصانیف، نگار، لکھنؤ، جولائی، ۱۹۶۰ء

۲۷۔ غلطی ہائے مضامین، ماہ نور، کراچی، اکتوبر، ۱۹۶۲ء

۲۸۔ ذکر غالب، آجکل، دلی، فروری، ۱۹۶۳ء

۲۹۔ مولانا آزاد بنام غالب، ماہ نو، کراچی، فروری، ۱۹۶۳ء

۳۰۔ غالب اور صہبائی، نگار، رامپور، فروری، ۱۹۶۵ء

۳۱۔ غالب کا ایک نیا خط، آجکل، دلی، فروری، ۱۹۶۵ء

۳۲۔ غالب کے فارسی قصیدے، نقوش، لاہور، مارچ، ۱۹۶۳

۳۳۔ دعا الصباح، مشمولہ، ارمغان الفت، دلی، ۱۹۶۴ء

۳۴۔ دستنبو، آجکل، دلی، فروری، ۱۹۶۷ء

۳۵۔ گل رعنا (اردو) مشمولہ، ذاکر، نئی دلی، ۱۹۶۷ء

۳۶۔ غالب اور رقیب، نقوش، لاہور، غالب نمبر، س ن

۳۷۔ توقیت غالب، مشمولہ، عیار غالب، دلی، ۱۹۶۹ء

۳۸۔ غالب شناسی، جب اور اب، مشمولہ، عیار غالب، دلی، ۱۹۶۹ء

۳۹۔ غالب اور پوپی، مشمولہ نذر مقبول، جونپور، فروری، ۱۹۷۰ء

۴۰۔ غالب کے نزدیک مقامِ انسان، مشمولہ، بین الاقوامی، غالب سیمینار، دلی، ۱۹۷۰ء

۴۱۔ GHALIB THE MAN AND POET فروری، ۱۹۶۹ء

۴۲۔ THE WORKER OF GHALIB فروری ۱۹۶۹ء

۴۳۔ حسان، غالب کے قطعات، تحریر، شمارہ ۱۳، دلی، س ن

۴۴۔ انشائی سید گل اور صغیر بلگرامی، تحریر، دلی شمارہ ۱۸، س ن

۴۵۔ غالب کی ایک نئی رباعی، تحریر، دلی شمارہ ۱۸، س ن

۴۶۔ غالب کی ایک اور مہر، تحریر دلی، شمارہ ۱۸، س ن

انتقادیات

۱۔ مثنویات اقبال، نیرنگ خیال، لاہور، اقبال نمبر ۱۹۳۲ء

۲۔ تلوک چند محروم، زمانہ، کانپور، جون ۱۹۳۴ء

۳۔ میدان عمل، زمانہ، کانپور، پریم چند نمبر، ۱۹۳۷ء

۴۔ میر واجد حسین یگانہ، زمانہ کانپور، س ن

۵۔ جگ بیتی پر ایک نظر، نوائے ادب، بمبئی اکتوبر ۱۹۵۳ء

۶۔ رعنائیاں (مجموعہ رباعیات برج لال جگی رعنا) سال نامہ پگڈنڈی، امر تسر، ۱۹۵۹ء

۷۔ اردو کے منفرد مکتوب نگار، نقوش (مکاتیب نمبر) لاہور، نومبر ۱۹۵۷ء

۸۔ مثنوی مہر وماہ (نواب علی بہادر باندہ) آجکل، دلی، مئی ۱۹۵۹ء

۹۔ دیوان غالب نسخہ عرشی، فکر و نظر، علی گڑھ، جنوری، ۱۹۶۱ء

۱۰۔ شعلہ آورز، آجکل، دلی، جنوری، ۱۹۶۳ء

۱۱۔ دونسلوں کے استاد (محروم) آجکل، دلی، مارچ، ۱۹۶۶ء

۱۲۔ غلام ربانی تاباں، نئی قدریں، حیدر آباد (سندھ) ۱۹۶۷ء

۱۳۔ میر کی عظمت، نیادور، لکھنؤ، فروری، ۱۹۶۷ء

۱۴۔ میر کے بعد، مشمولہ حدیث میر (ناشر، آل انڈیا میر اکیڈمی لکھنؤ، ۱۹۷۰ء

اسلامیات

۱۔ اسلام اور عورت (۱۳ اقساط) نگار لکھنؤ، اکتوبر، نومبر، دسمبر، ۱۹۴۵ء

۲۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ، کا سلوک دشمنوں کے ساتھ، فاران، کراچی، اکتوبر، ۱۹۵۴ء

۳۔ فصاحت وبلاغت کی معراج، فاران، کراچی (سیرت نمبر) جنوری، ۱۹۵۶ء

۴۔ اسلامی خلاف، تجلی، دیوبند، اپریل ۱۹۶۱ء

۵۔ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ، ماہ نور کراچی (سیرت نمبر) جولائی ۱۹۶۵ء

۶۔ RAJM: STONING FOR FORNICATION (مشمولہ، نذر ذاکر، انگریزی)

اُردو میں یادگاری ارمغانوں کا جو اعلیٰ معیار مالک رام نے قائم کیا وہ بڑا ضخیم، اہم اور وقیع ہے۔ اس کی بدولت وہ اُردو کے ماہر نذر گزار ہوگئے۔ انھیں اس کے لیے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مالک رام

نے مسلسل ۸۶ سال تک خامہ فرسائی کر کے اُردو ادب کے خزانے میں بیش بہا قیمتی اضافہ کیا جس کا اعتراف نہ کرنا اُن کے ساتھ ہی نہیں بلکہ مطالعہ ادب کے ساتھ بھی ناانصافی ہو گی۔

حوالہ جات

۱۔اسلوب احمد انصاری، پروفیسر، حرف چند، مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان مالک رام نمبر، جلد۶، شمارہ ۴۰، کراچی، اپریل ۱۹۹۴، ۴۴

۲۔گوپی چند نارنگ، مالک رام، راہر وراہ غالب، مشمولہ: مالک رام ایک مطالعہ، مرتب، جوادزیدی،، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ ۲۰۱۱ء، ۸۴

۳۔صابر آفاقی، ڈاکٹر، مالک رام ایک شفیق محقق، مشمولہ: قومی زبان، جلد ۶، شمارہ ۴۰، کراچی، ۱۹۹۴، ۱۱۱

۴۔حبیبہ بانو، توقیت مالک رام، مشمولہ:: مالک رام ایک مطالعہ، مرتب، سید علی جواززیدی، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۱ء، ۱۹

۵۔محمد ارشد، ڈاکٹر، مالک رام حیات اور کارنامے، علی گڑھ: وانگمیہ بکس پبلشرز، ۲۰۱۰ء، ۲۴

۶۔سید علی جوادزیدی، ذکر مالک، مشمولہ: ارمغان مالک، مرتب، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، دلی، جمال پریس، ۱۹۷۱ء، ۲۷

۷۔محمد باقر، ڈاکٹر، مالک رام میرا دوست اور انسان دوست، مشمولہ:، ارمغان مالک، مرتب، گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، دلی، جمال پریس، ۱۹۷۱ء، ۸۴

۸۔مالک رام، غبار کارواں، مشمولہ: ماہنامہ آجکل، دہلی، شمارہ ستمبر ۱۹۷۲ء، ۹

۹۔محمد ایوب تاباں، ڈاکٹر، مالک رام کی اردو خدمات، مشمولہ: مالک رام محقق اور دانشور، مرتب، شاہد ماہلی، نئی دہلی: عزیز پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۱ء، ۵۷

۱۰۔سید علی جوادزیدی، پیش گفتار، مشمولہ: ارمغان مالک، مرتب، گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، دلی، جمال پریس، ۱۹۷۱ء، ۳۱

۱۱۔شاہد ماہلی، مرتب، مالک رام، محقق اور دانشور، دہلی: عزیز پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۱ء، ۴

۱۲۔ایضاً، ۴

۱۳۔مالک رام، خط بنام خلیل قدوائی، مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان، مالک رام نمبر، شمارہ اپریل ۱۹۹۴ء، کراچی، ۳۰

۱۴۔حبیبہ بانو، توقیت مالک رام، مشمولہ: مالک رام ایک مطالعہ، مرتب، علی جوادزیدی، نئی دہلی، مکتبہ جامع، ۲۰۱۱ء، ۳۲۹

۱۵۔علی جوادزیدی، مرتب، مالک رام ایک مطالعہ، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۱ء ۱۳